WR-2023-I-JY

January 25, 2023

ICRC

Institute of Policy Studies
Islamabad

۲ روزہ قومی میڈیا ورکشاپ

تشدد، مسلح تصادم اور قدرتی آفات میں صحافت

برائے مدیران دینی جرائد

۶، ۷ اکتوبر ۲۰۲۲ء | ۹، ۱۰ ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ

شنگریلا ہوٹل، مری

ورکشاپ رپورٹ

ICRC

Institute of Policy Studies
Islamabad

۲روزہ قومی میڈیا ورکشاپ

تشدد، مسلح تصادم اور قدرتی آفات میں صحافت

برائے مدیران دینی جرائد

۶،۷اکتوبر ۲۰۲۲ | ۹،۱۰ربیع الاوّل ۱۴۴۴

شنگریلا ہوٹل، مری

ورکشاپ رپورٹ

تشدد، مسلح تصادم اور قدرتی آفات میں صحافت

یہ رپورٹ انٹرنیشنل کمیٹی آف دی ریڈ کراس اور انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد کے اشتراک سے ۶ اور ۷ اکتوبر ۲۰۲۲ء کو شنگریلا ہوٹل مری میں منعقدہ دو روزہ قومی ورکشاپ برائے مدیرانِ دینی جرائد کی روداد پر مشتمل ہے۔

Institute of Policy Studies
Islamabad

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد ایک آزاد، غیر سیاسی، علمی و تحقیقی ادارہ ہے جو ملکی، بین الاقوامی مسائل اور اسلامی دنیا سے متعلق امور اور پالیسیوں پر تحقیق اور مکالمے کا اہتمام کرتا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ کے دائرہ کار میں اقتصادی، معاشرتی، تعلیمی اور نظریاتی امور سے متعلق ملکی اور بین الاقوامی پالیسیاں شامل ہیں۔ ادارے کا مقصد متعلقہ امور پر مکمل آزادی کے ساتھ تحقیق اور مباحثہ کرنا اور مطالعہ اور غیر جانبدارانہ تجزیہ کی روشنی میں لائحہ عمل پیش کرنا ہے تاکہ پالیسی ساز ادارے اس کی روشنی میں بہتر فیصلے کر سکیں۔

ICRC

۱۸۶۳ء میں وجود میں آنے والی انٹرنیشنل کمیٹی آف دی ریڈ کراس (آئی سی آر سی) دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے پرانی انسانی فلاحی تنظیم ہے۔ تین بار نوبل پرائز کی حق دار ٹھہرنے والی یہ تنظیم مسلح تصادم اور تشدد کی دوسری صورتوں میں متاثر ہونے والے لوگوں کی مدد فراہم کرتی ہے۔ آئی سی آر سی ۸۰ سے زائد ممالک میں اپنی سرگرمیاں انجام دیتی چلی آ رہی ہے۔

آئی سی آر سی تکریمِ انسانیت کے اصولوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے ۱۹۴۷ء سے پاکستان میں ضرورت مندوں کی مدد کر رہی ہے۔ یہاں آئی سی آر سی نے صحت، جسمانی بحالی، آفتوں سے نمٹنے کے لیے کمیونٹی ایجوکیشن، مسلح تصادم یا آفت کے نتیجے میں بچھڑنے والے پیاروں سے رابطے کی بحالی، بین الاقوامی قانونِ انسانیت اور ہنگامی حالات میں لاشوں کی انتظام کاری کے حوالے سے متعلقہ شعبوں میں پائیدار تبدیلیاں لانے کی کوشش کی ہے۔

فہرست

❍ ابتدائی تعارف	۴
❍ ورکشاپ کے مقاصد	۵
❍ ورکشاپ کے خدوخال	٦
❍ تفصیلی پروگرام	۷
❍ تصویری جھلکیاں	۹
❍ افتتاحی سیشن	۱۰
❍ دوسرا سیشن	۱۴
❍ تیسرا سیشن	۱٦
❍ چوتھا سیشن	۱۸
❍ پانچواں سیشن	۲۱
❍ اختتامی سیشن	۲۴
❍ اختتامیہ	۲۵

ابتدائی تعارف

مذہب اور مذہبی تعلیمات کو پاکستانی معاشرے میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ دنیا بھر میں پاکستانی قوم کا ایک نمایاں تعارف مذہب پسند مسلم قوم کا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی ترویج اور اشاعت کے لیے ملک کے بڑے شہروں سے لے کر دور دراز کے گوٹھوں اور چھوٹے دیہات تک میں ہزاروں کی تعداد میں چھوٹے بڑے دینی مدرسے قائم ہیں جہاں لاکھوں طلبہ و طالبات قرآن وسنت اور دیگر دینی وروایتی علوم کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مساجد کے ساتھ قائم ناظرہ قرآن کے مراکز کی تعداد تو شاید لاکھوں میں ہے۔ پاکستان کا مذہبی ڈھانچہ روایتی طور پر دو بڑے طبقات یعنی اہل سنت اور اہل تشیع میں تقسیم ہے، جبکہ ان دونوں میں پھر دیگر ہمہ قسم کی تقسیم موجود ہے۔ دینی تعلیم کے مدارس بھی اسی بنیاد پر کسی نہ کسی مسلک کے ساتھ منسلک ہیں۔

پاکستانی سماج پر دینی مدارس کے اثرات بہت نمایاں ہیں۔ ان اداروں میں جہاں قرآن وسنت اور دیگر دینی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے، وہیں بڑے دینی اداروں میں متعلقہ موضوعات پر کتب و جرائد کی تالیف واشاعت کا کام بھی معمول کی سرگرمی ہے۔ بعض اداروں نے الیکٹرانک اور ڈیجیٹل میڈیا میں بھی فعالیت دکھائی ہے۔ تاہم روایتی طور پر بہت سے دینی مدارس اور تنظیموں نے اپنے نظریات وافکار کی ترویج کے لیے ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہانہ، سہ ماہی یا ششماہی جرائد کی اشاعت کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جن میں متنوع موضوعات پر مضامین کی اشاعت کی جاتی ہے۔ اس سے ایک جانب ان اداروں کو اپنے خیالات، نظریات اور افکار وسیع حلقے تک پہنچانے میں مدد ملتی ہے، تو دوسری جانب یہ مختلف سماجی مسائل کے حوالے سے دینی ومسلکی نکتہ نظر بیان کرنے کے قابل بھی ہیں۔ یہ سلسلہ دینی مدارس کے طلبہ واساتذہ کی صحافتی وتحریری تربیت کا بھی ایک بڑا ذریعہ ہے۔

مسلم ممالک اور معاشروں کو درپیش مسائل دینی جرائد کی دلچسپی کا ایک بڑا میدان ہے۔ امت مسلمہ یا ملت اسلامیہ کے عالمگیر تصور کے تحت کسی بھی خطے میں بسنے والے مسلمانوں پر ٹوٹنے والی قدرتی یا انسانی آفات اور ان کے اثرات اور بحالی کی سرگرمیوں کو ان جرائد کے صفحات پر نمایاں جگہ دی جاتی ہے۔ اداریے، رپورٹیں، مضامین اور تجزیات ایسے موضوعات کے لیے وقف ہوتے ہیں۔

جہاں یہ جرائد اپنے ہم مسلک رفاہی اداروں کی سرگرمیوں کو اپنے صفحات پر نمایاں اہمیت دیتے ہیں، وہاں ان میں مغربی تنظیموں اور عالمی اداروں کی رفاہی سرگرمیوں اور ان کے اہداف سے متعلق شکوک وشبہات کا اظہار بھی نظر آ جاتا ہے۔

پیشہ ورانہ تربیت کی غیر موجودگی میں آفات کی رپورٹنگ اور ایسے مواقع پر کی جانے والی خدمات کا غیر جانب دارانہ تجزیہ کسی بھی صحافتی ادارے کے لیے بہت ضروری ہے۔ غیر جانبدار عالمی فلاحی تنظیموں کے دائرہ کار، خدمات اور درپیش مسائل کا تعارف نہ ہونا بھی رپورٹنگ کے معیار کا متاثر کرتا ہے۔ نیز یہ مجلات و جرائد مصیبت زدہ علاقوں سے متعلق رپورٹنگ اور تجزیات کے ذریعے رائے عامہ کی تشکیل اور رفاہی سرگرمیوں میں عوام کی شرکت کا مؤثر ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد (آئی پی ایس) اور انٹرنیشنل کمیٹی آف دی ریڈ کراس (آئی سی آر سی) نے ایک ایسی دو روزہ تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا جس میں مختلف دینی مدارس، مسالک، اداروں اور تنظیموں کے نمائندہ رسائل و جرائد کے ادارتی عملے، لکھاریوں اور رپورٹرز کو انسانی خدمت کے بنیادی اصولوں کی تفہیم، آفات اور تنازعات، اس موقع پر دستیاب انسانی خدمات کی پیشہ ورانہ رپورٹنگ سے متعلق بنیادی امور سے متعارف کروایا گیا۔

ورکشاپ کے مقاصد

پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے، جس کی آبادی کا ۹۶ اعشاریہ ۴ فیصد حصہ اسلام کا پیروکار ہے۔ عمومی طور پر پاکستان کے مسلمان اپنے دین سے گہری جذباتی وابستگی رکھتے ہیں اور اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں علماءِ دین نمایاں حیثیت اور مرتبہ رکھتے ہیں۔ ملک میں قائم دینی مدارس کی تعداد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کے مدارس کی تعداد ۳۰ ہزار سے زائد ہے، جن میں سے بیشتر غیر سرکاری انتظام کے تحت چلائے جا رہے ہیں۔[1] یہ دنیا کے کسی بھی ملک میں مذہبی تعلیم کا سب سے بڑا نیٹ ورک ہے، جس میں لاکھوں طلبہ و طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ کئی مدارس میں طلباء کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ ان مدارس کے اخراجات کے لیے عوام ہی وسائل فراہم کرتے ہیں۔ یوں معاشرے کی ایک بڑی تعداد مدارس کے طلباء، اساتذہ اور ان کے معاونین اور ہمدردوں پر مشتمل ہے۔ ان مدارس کے زیرِ انتظام باقاعدہ رسائل و جرائد بھی شائع ہو رہے ہیں جن کے مواد کا غالب حصہ خالصتاً مذہبی ہے۔

ملکی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ پاکستان قدرتی اور انسانوں کے پیدا کردہ مصائب کا سامنا بھی کرتا چلا آ رہا ہے۔ پاکستان لگ بھگ چالیس برسوں سے افغانستان میں جاری مسلح تصادم سے شدید متاثر ہوا ہے۔ بعض علاقوں میں گروہی مسلح تصادم بھی ہوتے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں، یہاں قدرتی آفات کی بھی ایک تاریخ ہے۔ ۲۰۰۵ میں آزاد کشمیر و خیبر پختونخوا کا زلزلہ ایک بہت خوفناک تباہی تھی جس کے بعد آواران، زیارت بلوچستان کے زلزلے اور تین سیلابوں نے یہاں کے کروڑوں لوگوں کو متاثر کیا۔ ۲۰۲۲ء میں چند ماہ پیشتر آنے والے سیلاب کے اثرات اب بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ سرکاری اداروں کے مطابق حالیہ سیلاب سے تین کروڑ سے زائد افراد متاثر ہوئے ہیں۔

اس ورکشاپ کے ذریعے ان جرائد کے مدیران کی توجہ مذہبی علمی موضوعات کے ساتھ ساتھ معاشرے کے ان مسائل اور ان کی حساسیت کی جانب مبذول کرانے کی کوشش کی گئی۔ ساتھ ہی کوشش کی گئی کہ ان ہنگامی حالات میں غیر جانبداری کے ساتھ امدادی اور بحالی کے کاموں کا جائزہ لے کر اپنے میگزین میں رپورٹ بھی کریں۔

[1] AEPAM, "Pakistan Education Statistics, 2016-17", MoFPT, GoP, http://library.aepam.edu.pk/Books/Pakistan%20Education%20Statistics%202016-17.pdf

ورکشاپ کے خدوخال

ورکشاپ میں درج ذیل امور کو مدنظر رکھتے ہوئے پروگرامات ترتیب دیئے گئے تھے:

- غیر جانبدار انسانی خدمات کی درست تفہیم۔
- اسلام میں غیر جانبدارانہ انسانی خدمت کے تصوّر کی تفہیم۔
- قدرتی وانسانی آفات اور تنازعات کی رپورٹنگ کا طریقہ کار سمجھنا۔
- مختلف عالمی فلاحی تنظیموں بشمول ریڈ کراس اینڈ ریڈ کریسنٹ (RC & RC) کے کام کا تعارف۔
- دینی جرائد کے ذمہ داران اور لکھاریوں کے باہم میل جول اور تعارف کی کوشش۔
- قدرتی وانسانی آفات کے ضمن میں غیر جانبدارانہ انسانی خدمت کے لیے اسلام کا تصور کیا ہے؟
- آفات اور تنازعات کی رپورٹنگ اور تجزیے کا پیشہ ورانہ طریقہ کار کیا ہے اور اس ضمن میں کن حساسیات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے؟
- غیر جانبدار عالمی فلاحی تنظیمیں کیا خدمات انجام دے رہی ہیں، ان کے دائرہ کار اور تحدیدات کی نوعیت کیا ہے؟

تفصیلی پروگرام

۱۶ اکتوبر ۲۰۲۲ء، ۹ ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ		
افتتاحی سیشن		
ایجنڈا	**مقرر/ٹرینر**	**وقت**
تلاوتِ قرآن مجید	سید ندیم فرحت	۸:۰۰تا۸:۰۷
نعتِ رسول ﷺ	حافظ اسامہ حمید	۸:۰۸تا۸:۱۵
تعارف وابتدائی گفتگو	سید ندیم فرحت (ریسرچ فیلو، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز) /احسان کوہاٹی (صحافی، کالم نگار، بلاگر)	۸:۱۵تا۹:۰۰
انسانی المیہ اور انسان دوست خدمات کا تعارف	ڈاکٹر ضیاء اللہ رحمانی (ریجنل ایڈوائزر برائے اسلامی قانون و فقہ، آئی سی آر سی)	۹:۰۰تا۱۰:۰۰
انسانی المیے کے پہلو اور اس میں موجود حساسیت	ڈاکٹر کامران اعظم (اسسٹنٹ پروفیسر، ہری پور یونیورسٹی)	۱۰:۰۰تا۱۱:۰۰
وقفہ چائے		
دوسرا سیشن		
بین الاقوامی قانونِ جنگ اور انسانیت کی تکریم	ڈاکٹر محمد مشتاق احمد (چیئرمین شعبہ قانون، میرپور یونیورسٹی، آزاد کشمیر)	۱۱:۳۰تا۱۲:۳۰
انسانی المیے اور انسان دوست خدمات کی رپورٹنگ اور تجزیے میں درکار احتیاطیں	اعظم خان (صحافی، سینئر رپورٹر، بی بی سی)	۱۲:۳۰تا۱:۳۰
وقفہ برائے ظہر، ظہرانہ		
تیسرا سیشن		
اسٹڈی سرکل: انسانی خدمات کے ادارے اور ان کے بنیادی اصول	عارف خلیل (ہیلپنگ ہینڈ فار ریلیف اینڈ ڈویلپمنٹ)	۳:۳۰تا۴:۳۰
ہنگامی حالات میں معلومات کا حصول، انتخاب اور استعمال	ضرار خان (رفاہ انسٹی ٹیوٹ آف میڈیا سائنسز، اسلام آباد)	۴:۳۰تا۵:۳۰
اختتام		

۱۷کتوبر، ۱۰ربیع الاوّل		
چوتھا سیشن		
ایجنڈا	مقرر/ٹرینر	وقت
پیچیدہ انسانی المیہ: ہمہ جہتی تعارف	فیض اللہ خان (صحافی، سینئر رپورٹر، اے آر وائی)	۸:۰۰تا۹:۰۰
انسان دوست صحافت کے ذریعے انسانی خدمت	وقار بھٹی (دی نیوز)	۹:۰۰تا۱۰:۰۰
وقفہ چائے		
پانچواں سیشن		
زلزلہ، سیلاب، انسانی تنازعات وغیرہ سے متعلق ذاتی تجربات ومشاہدات	شرکاء	۱۰:۱۵تا۱۱:۱۵
عملی مشق: دی گئی صورتِ حال سے متعلق خبر اور تجزیہ لکھنا اور اس پر تبصرہ	سید ندیم فرحت	۱۱:۱۵تا۱۲:۳۰
وقفہ برائے نمازِ جمعہ وظہرانہ		
اختتامی سیشن: ۲:۳۰تا۴:۰۰		

تصویری جھلکیاں

افتتاحی سیشن

ورکشاپ کا آغاز ۶ اکتوبر، جمعرات کی صبح تلاوتِ قرآنِ مجید سے ہوا۔ ورکشاپ میں پاکستان کی علاقائی اور مسلکی اکائیوں سے دینی جرائد کے مدیران اور ان کے نمائندگان اور مبصرین موجود تھے۔ شرکاء کے باہم تعارف کے بعد آئی پی ایس کے ریسرچ فیلو سید ندیم فرحت گیلانی اور معروف کالم نگار اور صحافی احسان کوہاٹی نے ورکشاپ کے اغراض ومقاصد بتائے، اور آئی پی ایس اور آئی سی آر سی کا مختصر تعارف پیش کیا۔

انسانی المیہ اور انسان دوست خدمات کا تعارف

ڈاکٹر ضیاءاللہ رحمانی

آئی سی آر سی کے قیام کا پس منظر

۱۸۶۳ میں قائم ہونے والی آئی سی آر سی انسان دوست خدمات کے حوالے سے قدیم ترین عالمگیر تنظیم ہے۔ فرانس اور آسٹریا کے درمیان ایک سوئس تاجر ہنری ڈونا کا شمالی اٹلی میں سفر کے دوران میدان جنگ سے گزر ہوا جہاں سینکڑوں لاشیں اور ہزاروں زخمی پڑے ہوئے تھے، ہنری نے ان کی مقدور بھر مدد کی اور سفر سے واپسی پر اپنی یادداشتوں پر مشتمل کتاب میں تجویز دی کہ جنگ میں زخمیوں اور متاثرین کی مدد کے لئے کوئی تنظیم ہونی چاہئے جو غیر جانبدارانہ طریقے سے گھائل سپاہیوں کی مرہم پٹی کرے۔ مزید برآں، کچھ ایسے قواعد بنانے چاہئیں کہ جنگ میں نقصان کم سے کم ہو سکے۔ اس پر ہنری ڈونا کے ہم خیال لوگوں نے ۱۸۶۳ میں انجمن متاثرین جنگ بنائی۔

۱۸۶۴ میں سوئس حکومت کی اس حوالے سے بلائی گئی کانفرنس میں ۱۲ ممالک شریک ہوئے جس میں طبّی امداد زخمی فوجی کا حق تسلیم کیا گیا۔ کانفرنس میں طے ہوا کہ جنگ میں زخمی ہونے والوں اور دیگر مصیبت زدوں کی امداد کے لیے کام کرنے والے رضاکاروں کی حفاظت کی جائے گی اور انہیں اپنے فرائض کے انجام دہی میں ہر ممکن سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ یہ بھی طے ہوا کہ یہ رضاکار ایک ایسا عالمی علامتی نشان استعمال کریں جس سے کسی رضاکار کے وطن کی تخصیص کا پہلو نہ نکلتا ہو۔ چونکہ ریڈ کراس سوسائٹی کی ابتدا سوئٹزرلینڈ سے ہوئی تھی، اس لیے سوئس جھنڈے کا رنگ بدل کر سوسائٹی نے اسے اپنا نشان بنالیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ آئی سی آر سی کا دائرہ کار بڑھتا گیا۔ آئی سی آر سی نے دنیا بھر کے ممالک کو دعوت دی کہ وہ اپنے اپنے ملک میں ایسی تنظیمیں بنائیں۔ اس وقت ۱۸۸ ممالک میں یہ قومی انجمنیں موجود ہیں۔

آئی سی آر سی کا طریقہ کار اور مقاصد

تکریم انسانیت کی تین عالمگیر تنظیمیں ہیں؛ آئی سی آر سی، رکن ممالک کی ملکی سطح پر بنائی گئی قومی انجمنیں اور ان قومی انجمنوں کو منضبط کرنے والی ایک اور تنظیم جسے انٹر نیشنل فیڈریشن آف ریڈ کراس کریسنٹ سوسائٹی کہتے ہیں۔ ان تنظیموں کا مقصد جنگ کے دوران انسانی زندگی اور وقار کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس قانون کی ترویج واشاعت کرنا ہے تاکہ جنگی نقصانات کو کم سے کم کیا جاسکے۔ آئی سی آر سی کے کام کو تحفظ، امداد اور سد باب کے تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

قیدیوں کی خبر گیری

آئی سی آر سی کی ایک اور خدمت جنگی قیدیوں تک پہنچنا، رجسٹرڈ کرنا اور ان کی خیریت سے گھر والوں کو باخبر کرنا ہے۔ آئی سی آر سی کی کوشش رہتی ہے کہ جنگی قیدیوں سے قانون کے مطابق سلوک ہو، انہیں تشدد کا نشانہ نہ بنایا جائے، لاپتہ نہ ہونے دیا جائے اور جیل میں قیدیوں کو انسانی ضروریات کے مطابق ماحول دیا جائے۔ آئی سی آر سی جنیوا کنونشن کی خلاف ورزی پر متعلقہ حکومت سے رابطہ بھی کرتی ہے۔

زمانہ امن میں آئی سی آر سی کی خدمات

آئی سی آر سی زمانہ امن میں بے گھر لوگوں کی بنیادی کی ضروریات پوری کرنے اور صحت کا انتظام بھی بہتر کرنے کی کوششوں میں مصروف رہتی ہے۔ ساتھ ہی جنیوا کنونشن اور بین الاقوامی قانون انسانیت کی ترویج بھی جاری رہتی ہے۔ اس سلسلے میں متحارب فوجوں، گروہوں تک جنگی قوانین پہنچانے اور انہیں ان کی ٹریننگ میں شامل کروانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں مذہبی رہنماؤں اور دیگر رائے ساز طبقات کو اعتماد میں لے کر شعور و آگہی کے لئے پروگرامات منعقد اور کتب شائع کی جاتی ہیں۔

انسانی المیے کے پہلو اور اس میں موجود حساسیت

ڈاکٹر کامران اعظم

ایسی ناگہانی صورتحال یا غیر متوقع واقعہ جو مقامی افراد کی صلاحیتیں سلب کر کے عظیم نقصان، تباہی اور انسانی مصائب کا باعث بنے، جس سے نکلنے کے لئے قومی یا بین الاقوامی سطح پر مدد کی درخواست درکار ہو، انسانی المیہ یا قدرتی آفت کہلاتی ہے۔

کسی بھی افتاد، سانحے کی حساسیت کے پیش نظر پہلا اقدام یا ردعمل متاثرین کی جان بچانا ہوتا ہے جس کے بعد زخمیوں اور متاثرین تک پہنچ کر پانی، خوراک، رہائش اور ان کی صحت کے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ ایسی کسی بھی صورتِ حال کے تیسرے مرحلے میں متاثرین کی بحالی اور آبادکاری پر توجہ دی جاتی ہے اور تعمیر نو کے ساتھ ساتھ وبائی امراض سے بچاؤ کی تدابیر کی جاتی ہیں۔ کسی عمومی مصیبت کی صورت میں درکار حکمتِ عملی کو سمجھنے کے لیے جاپان اور ہیٹی کی مثالوں پر غور کیا جا سکتا ہے۔ جاپان میں ۲۰۱۱ء کے زلزلے میں سولہ سے بیس ہزار افراد جاں بحق ہوئے، جبکہ نقصان کا تخمینہ ۳۰۰ ارب امریکی ڈالر لگایا گیا۔ جاپان ایک باوسائل ملک ہے۔ اس نے اس افتاد سے نکلنے کے لئے اقوام عالم کو مدد کے لئے پکارنے کے بجائے اپنی مدد آپ کے تحت اس مشکل سے نکلنے کا فیصلہ کیا اور سال بھر میں متاثرہ لوگوں کو بحران سے نکال لیا۔ اس کے برعکس ایک غریب ملک ہیٹی میں آنے والا زلزلہ نسبتاً کم شدت کا تھا لیکن یہاں جانی و مالی نقصان زیادہ ہوا۔ سوا دو سے تین لاکھ افراد ہلاک ہوئے، جبکہ نقصان کا تخمینہ ۱۴ ارب امریکی ڈالر کا لگایا گیا جس سے اس معیشت کو ۲۰۰ فیصد کا جھٹکا پہنچا۔ ہیٹی کے لئے بین الاقوامی سطح پر امداد کی اپیل کی گئی۔ عالمی سطح پر ہیٹی کو ۳ء۵ ارب ڈالر کی امداد بھی دی گئی، لیکن ہیٹی کئی برسوں تک اس بحران کے اثرات سے نہیں نکل سکا۔ اس کی وجوہات میں وسائل کی قلت کے ساتھ ساتھ غیر منظم اور غیر مربوط طریقہ کار بھی تھیں۔

بین الاقوامی قانون جنگ اور انسانیت کی تکریم

ڈاکٹر محمد مشتاق احمد

زیرِ تذکرہ لیکچر میں شرکاء کے سامنے بین الاقوامی قانونِ انسانیت کا عمومی تعارف پیش کیا گیا اور جنگ و جدل کے حوالے سے بین الاقوامی قوانین اور اسلامی قانون کے مشترکات کو بھی واضح کیے گئے۔ اس گفتگو کا لُبِّ لباب یہ تھا کہ بین الاقوامی قانونِ جنگ کی بنیاد انسانیت ہے۔ اس کا بنیادی ڈھانچہ ریاستوں کے درمیان تعلقات کو منضبط کرتا ہے۔ یہ قانون ریاستیں بناتی ہیں اور اس کا اطلاق بھی ریاستوں پر ہی ہوتا ہے۔ ہر ریاست کے اختیارات تسلیم شدہ اور حدود متعین کردہ ہیں۔

ریاستی تنازعات بدقسمتی سے جنگوں کی صورت بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسی صورت حال کے ہنگام میں عام افراد کے جان و مال کو زیادہ سے زیادہ محفوظ بنانے کے لئے کچھ اصول وضع کئے گئے ہیں۔ انسانیت کے پیش نظر جنگوں کے لئے بنائے گئے ان قوانین کو آداب القتال کہا جاتا ہے۔ یہ قانون جنگ کے اہداف میں جائز اور ناجائز کی تمیز اور متاثرین کے کئی حقوق تسلیم کرتا ہے۔ ساتھ ہی اس قانون نے جنگ کے ممکنہ جائز اہداف بھی طے کردیئے ہیں۔ اس کی رُو سے غیر مسلح عام افراد اور ان کی املاک کو ہدف نہیں بنایا جاسکتا۔ بین الاقوامی قانون کی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں کسی فیصلے کی نظیر کو ماننا ضروری نہیں۔

اپنے محرکات، اثرات اور نتائج کے لحاظ سے جنگیں جائز یا ناجائز ہوتی ہیں۔ اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق صرف دفاعی اور اجتماعی جنگ ہی جائز جنگ کہلانے کی حق دار ہے۔ ایک ریاست کی جانب سے دوسری ریاست پر حملے کی صورت میں دوسری ریاست کو دفاع کا اصولی حق اقوام عالم تسلیم کرتی ہیں۔ دوسری صورت میں اقوام متحدہ کے رکن ممالک سلامتی کونسل کے فیصلے کے بعد عالمی امن کے لئے خطرہ بننے والی کسی ریاست کے خلاف اتحاد بنا کر اجتماعی جنگ کے ذریعے اس خطرے سے نمٹ سکتے ہیں۔

انسانی المیے اور انسان دوست خدمات کی رپورٹنگ اور تجزیئے میں درکار احتیاطیں

اعظم خان

پاکستان میں اور بیرونِ ملک عام ابتلا کے دوران حاصل شدہ تجربات کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے اعظم خان نے بتایا کہ ایسی آفات میں امدادی سرگرمیوں کے حوالے سے ان کا مشاہدہ یہ ہے کہ کسی بھی افتاد یا سانحے کے بعد بنا نظم وضبط متاثرہ علاقے میں پہنچنے والی بے سمت کوششیں زیادہ کامیاب نہیں ہوتیں۔ ہنگامی حالات میں رپورٹنگ کے لیے علاقے، یہاں موجود آبادی اور اس کی ثقافت، اور تکالیف کی نوعیت سے آگاہی ضروری ہے۔ مشکل حالات میں کسی ایک یا چند افراد یا واقعات سے متاثر ہونے کی بجائے نسبتاً جامع انداز میں حالات کو سمجھنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔

اہلِ صحافت کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ قدرتی آفات اور بحرانوں سے نمٹنے کے لئے بنائے گئے اداروں کی کارکردگی سے بھی آگاہ رہیں۔ اس سے نہ صرف وہ عوام کو میسر سہولیات سے استفادہ کی راہیں بتا سکیں گے بلکہ ان اداروں کی کارکردگی بہتر کرنے میں بھی معاون ہوں گے۔ ایک بالغ نظر صحافی ان اقدامات وخطرات کی نشان دہی بھی کرتا ہے جو کسی حادثے یا ابتلا کا سبب بن سکتے ہوں۔

انسانی خدمات کے ادارے اور ان کے بنیادی اصول

عارف خلیل

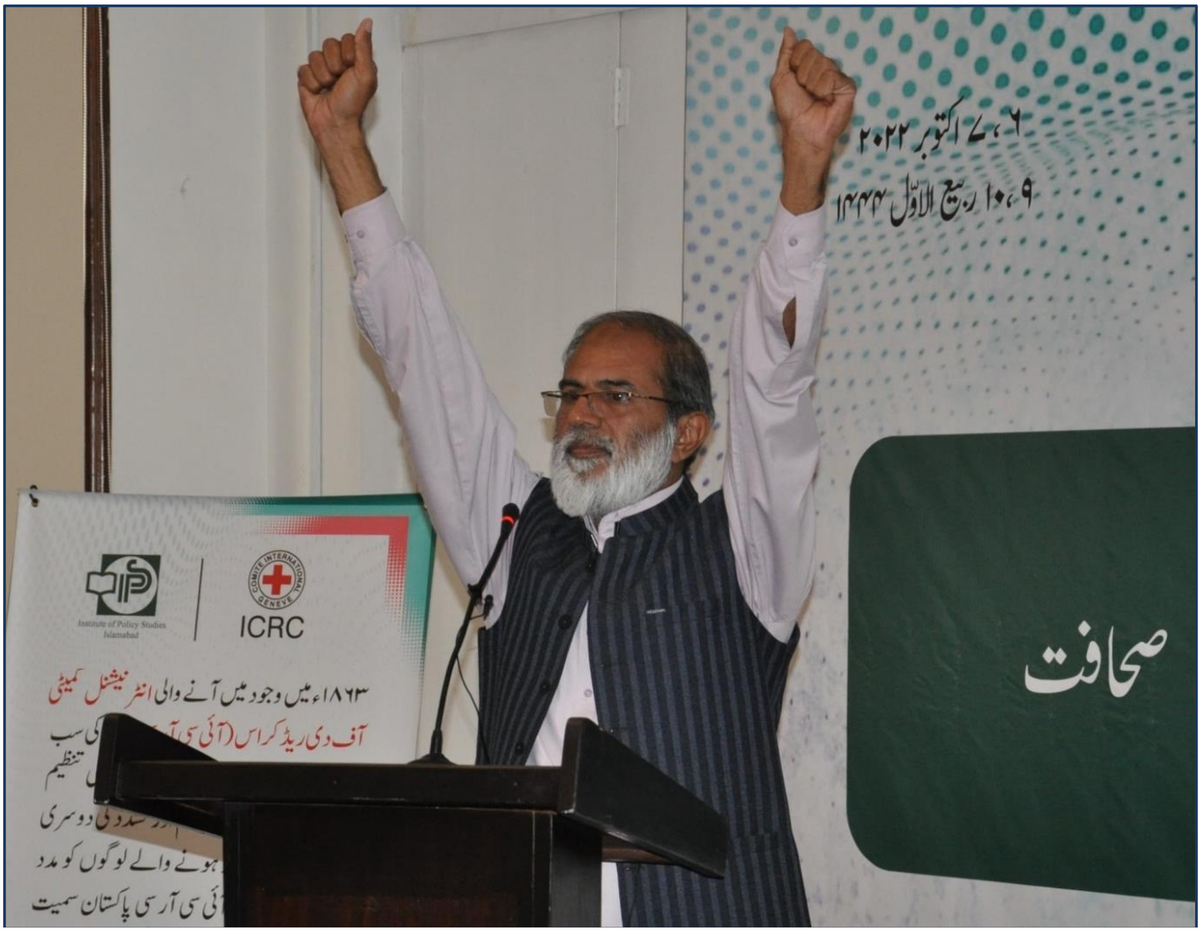

رفاہی کاموں کے دو بڑے محرکات ذاتی خوشی اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ایک مسلمان اللہ کی رضا کے حصول کی جدوجہد میں خوشی پاتا ہے۔تاہم مقصد کچھ بھی ہو، کسی بھی طبقے یا گروہ کی مدد کے لیے اصول، ضوابط اور قواعد مقرر کرنا مفید ہوتا ہے۔اگرچہ ضرورت مند کی مدد کے لیے رضاکارانہ جذبے اور فوری عمل کی اپنی اہمیت ہے لیکن موثر کام وہی ہوتا ہے جس میں ہدف طے کر کے فیصلے کئے جائیں۔انسانی خدمت کے ادارے بھی اسی سوچ کے تحت قائم کیے جاتے ہیں۔

سماجی کارکن کی ذاتی شناخت کچھ بھی ہو، اسے انسانی خدمت کے آفاقی اصولوں کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔انسانیت، غیر جانبداری اور غیر وابستگی وہ اہم اصول ہیں جو کسی بھی رضاکار یا فلاحی تنظیم کے کام کو قبولِ عام عطا کرتے ہیں۔ان اصولوں سے صرفِ نظر نہ صرف کسی ادارے بلکہ خدمت کے تمام اداروں کی کاوشوں کو مشکوک بنا سکتے ہیں۔

ہنگامی حالات میں معلومات کا حصول انتخاب اور استعمال

ضرار خان

ہنگامی حالات میں رپورٹنگ عام حالات کی نسبت بہت مختلف اور قدرے مشکل کام ہے۔ متاثرہ علاقے کے مناظر اور حقائق انتہائی کرب انگیز اور بعض اوقات خوفزدہ کر دینے والے ہوتے ہیں۔ ایسے میں رپورٹر کے لیے مضبوط اعصاب کا ہونا ضروری ہے۔ ایک رپورٹر کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ مصیبت زدہ افراد کے حالات دنیا تک پہنچانے کا ذمہ دار ہے تاکہ اس مصیبت کو دور کرنے کے لیے ضروری اقدامات کیے جا سکیں۔ کرب ناک مناظر میں اپنے حواس برقرار رکھنا اور بوکھلاہٹ یا خوف کو خود پر طاری ہوئے بغیر اپنے فرائض ادا کرنا ہی صحافی کی اصل قوت ہے۔

کسی واقعے یا ناگہانی آفت کی صورت میں جھوٹی سچی اطلاعات اور خبروں کا سیلاب سا امڈ آتا ہے۔ ان خبروں کا ماخذ ممکنہ طور اخباری نمائندگان، الیکٹرانک میڈیا، اخبارات، سوشل میڈیا اور وہاں کے مقامی افراد ہوتے ہیں۔ ان اطلاعات کی گہری جانچ پڑتال اور درست خبروں کی بنیاد پر تجزیہ ہی کسی اچھے اور کامیاب مدیر کی نشانی ہے۔ ایسی کسی بھی صورتحال میں لکھنے سے پہلے متاثرہ علاقے کا دورے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے تاکہ اصل صورتحال کا درست اندازہ ہو۔ ایسا ممکن نہ ہو تو اپنے تجزیئے کے لئے باوثوق، مستند اور متنوع ذرائع پر انحصار کیا جائے۔ دینی جرائد کے قارئین ان جرائد میں شائع ہونے والے مضامین اور تجزیات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ لہٰذا کسی بھی خبر کو تشفی بخش تحقیق کے بغیر اپنی تحریر میں شامل کرنا قارئین کے ساتھ زیادتی اور اپنی ساکھ کو داؤ پر لگانے کے مترادف ہے۔

پیچیدہ انسانی المیہ : ہمہ جہتی تعارف

فیض اللہ خان

پیچیدہ انسانی المیے کی ہمہ جہتی تعارف پر مبنی اس لیکچر کے اہم نکات بنی نوع انسان کو درپیش بحران کے احاطے پر مبنی تھے، جن کے مطابق غذائی بحران اور موسمیاتی تبدیلیاں عصرِ حاضر میں انسانیت کو درپیش مہیب ترین مسائل ہیں۔

سیلاب سے متاثرہ علاقوں، سندھ، بلوچستان اور جنوبی پنجاب کی صورتحال پریشان کن ہے۔ یہ پیچیدہ انسانی المیے کی ایک ایسی صورت ہے جس میں موسمیاتی تبدیلیوں نے وسیع پیمانے پر سیلاب، اس کے نتیجے میں بیماریوں، زراعت اور ذرائع رسل ورسائل کی تباہی اور ناکافی حکومتی وسائل نے صورتِ حال کو بگاڑ دیا ہے۔ ایسے میں صحافت کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے جدید اور تازہ ترین معلومات کا حصول، اور عمومی حالات کی گہری سمجھ بوجھ لازم ہے۔

صنعتوں سے اٹھتے کثیف دھویں، زہریلی گیسوں کے اخراج، جنگلات کی کٹائی نے زمین کا درجہ حرارت بڑھادیا ہے جس کے نتیجے میں موسمیاتی تغیر نے کئی ممالک کو بری طرح سے متاثر کیا ہے۔ ایک جانب گلیشئر پگھل رہے ہیں، دریاؤں میں سیلاب آرہے ہیں، دوسری جانب سطح سمندر میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔ موسمیاتی تغیر کے متاثرہ ممالک کی فہرست میں پاکستان نمایاں ہے۔ حالیہ سیلاب بھی اسی موسمیاتی تغیر کا شاخسانہ تھا، جس سے تین کروڑ تیس لاکھ افراد متاثر ہوئے، ۱۵۰۰ افراد جان سے گئے اور کئی ہزار زخمی ہوئے۔ یہ موضوع گہری کا متقاضی ہے لیکن بدقسمتی سے اس جانب قومی میڈیا کی توجہ کم اور دینی جرائد کی تو بہت ہی کم ہے۔ ہم بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کی جانبداری سے شاکی رہتے ہیں۔ بڑی حد تک یہ درست

بھی ہے بین الاقوامی ابلاغی اداروں کا بھی اپنا ایجنڈا ہے لیکن عالمِ اسلام کی بد قسمتی اور نااہلی ہے کہ اس نے عالمی میڈیا میں اک آدھ میڈیا ہاؤس کے علاوہ کوئی قابل ذکر ادارہ نہیں قائم کیا۔

۲۰۱۹ میں عالمی ادارے آسفام نے توجہ دلائی تھی کہ امیر اور غریب میں بڑھتی ہوئی خلیج غربت میں اضافے کا بنیادی سبب ہی نہیں، بلکہ غربت کے خاتمے کے لئے ہونے والی کوششوں کو بے اثر کرنے کا سبب بھی بن رہی ہے۔ غریب ممالک میں بنیادی انسانی ضروریات کا حصول مشکل تر ہو رہا ہے۔ غریب ممالک کی حکومتوں کے پاس وسائل کی قلت ہے۔ ایتھوپیا کی حکومت اپنے شہریوں کی صحت پر جو رقم خرچ کرتی ہے وہ ایمازون کے مالک کی دولت کا ایک فیصد ہے۔ معروف عرب صحافی عیسیٰ الحیان نے اپنے ایک کالم میں لکھا تھا اہل ثروت اپنی دولت کا ایک فیصد بھی ادا کریں تو دنیا کے ۲۶۲ ملین بچوں کو مناسب تعلیم دی جاسکتی ہے۔

یہ وہ بنیادی انسانی المیے ہیں جو عالمی منظر نامے کو پیچیدہ سے پیچیدہ تر بناتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام کے پاس اکیسویں صدی کے مسائل کا حل موجود ہے، تو مسلمانوں کے دینی طبقے اور بالخصوص قلم سے وابستہ افراد کو ان مسائل میں دلچسپی لینی چاہیے۔ ان پیچیدہ انسانی المیوں کو اپنے رسائل میں جگہ دینا، ان پر مباحث کروانا، مضامین لکھنا لکھوانا نہ صرف عالمِ اسلام بلکہ پوری انسانیت کی ایک بڑی خدمت ہوگی۔

انسان دوست صحافت کے ذریعے انسانی خدمت

وقار بھٹی

بحرانوں کے اس دور میں، جبکہ سیاسی امور کی رپورٹنگ ہی سیاست سمجھی جا رہی ہے، انسان دوست صحافت کا تصور خاصا دھندلا گیا ہے۔ کسی بھی بحران کی صورت میں ذرائع ابلاغ پر متاثرہ علاقے میں ہونے والی تباہی اور نقصانات کا ذکر تو ہوتا ہے، لیکن ریسکیو کے بعد بحالی کے تفصیلی مراحل، اس دوران میں متاثرہ کمیونٹی کے ذہنی اور جسمانی صحت کے مسائل میڈیا میں نمایاں نہیں ہو پاتے۔ کسی بھی علاقے میں بحران کے بعد بحالی کے مرحلے میں متاثرہ افراد کے اندر جسمانی و ذہنی صحت سے متعلق پیچیدہ مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ نامساعد حالات، پینے کے صاف پانی کی کمی، صفائی ستھرائی کے فقدان کا براہ راست اثر متاثرین کی صحت پر پڑتا ہے اور وہاں مختلف بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ ایسے میں یہ کوشش کرنا کہ متعلقہ اداروں کی توجہ ضروری حد تک متاثرہ علاقوں میں برقرار رہے، بجائے خود ایک انسانی خدمت ہے۔ دکھی افراد کے مسائل سے متعلق خبروں، تجزیوں، مضامین کے الفاظ ان کے زخموں پر مرہم کا کام دیتے ہیں۔ متاثرین کے مسائل نمایاں ہوں گے تو انتظامیہ حرکت میں آئے گی۔ اس سارے عمل میں متاثرین کی عزت نفس اور ان کی تہذیبی روایات کا خیال رکھنا چاہئے۔

زلزلہ، سیلاب اور انسانی تنازعات وغیرہ سے متعلق ذاتی تجربات و مشاہدات

ورکشاپ کے آخری لیکچر کے بعد شرکاء کو کسی بھی قدرتی و انسانی آفات کے حوالے سے ذاتی تجربات و مشاہدات بیان کرنے کی دعوت دی گئی۔ شرکاء نے قدرتی آفات اور مسلح تصادم کے بعد متاثرہ علاقے کی صورتِ حال پر اپنے تجزیے اور وہاں پیش آنے والی مشکلات کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ ۲۰۰۵ میں آزاد کشمیر اور خیبر پختونخوا میں آنے والا قیامت خیز زلزلے، ۲۰۱۰ء میں آنے والے سیلاب اور حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں نے دینی اداروں اور ان کے جرائد نے انسانی خدمت کے لیے کیا مختلف ذرائع اپنائے اور عوامی آگہی کے ذریعے کیسے متاثرین کی مدد کا اہتمام کیا۔ شرکاء نے اس بات سے اتفاق کیا کہ کسی بھی آفت زدہ علاقے میں براہِ راست حاصل ہونے والے مشاہدات اور خبروں کے ذریعے دستیاب معلومات میں بہت فرق ہوتا ہے۔ متعدد مدیران اور لکھاریوں نے بتایا کہ وہ خود مصیبت زدہ علاقوں میں امدادی سرگرمیوں کا حصہ رہے اور ان مشاہدات کو اپنی تحریروں کے ذریعے قارئین تک بھی پہنچایا۔ ان کا خیال تھا کہ ورکشاپ میں جن پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے، ان میں سے بعض ان کے لیے نئے تھے، جن کا خیال رکھا جانا ضروری ہے۔

عملی مشق: دی گئی صورتحال سے متعلق خبر بنانا، تجزیہ اور تبصرہ لکھنا

اگلے مرحلے میں شرکاء کو عملی مشق کا موقع دیا گیا۔ عملی مشق کا مقصد یہ جانچنا تھا کہ شرکاء کے لئے یہ ورکشاپ کس حد تک کار گر رہی۔ عملی مشق کے لئے شرکاء ہی میں سے چند ٹیمیں بنائی گئیں اور ان کے سامنے گروہی مسلح تصادم کی ایک فرضی صورتحال رکھی گئی۔ شرکاء کو ایک گروہ کے زیرِ قبضہ علاقے میں متاثرین تک انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اشیائے ضروریہ اور ادویات کی کمی کے حوالے سے خبر بنانا اور تجزیہ لکھنا تھا۔ شرکاء نے حاصل شدہ علم کو پیش کردہ صورتِ حال پر منطبق کر کے خبریں اور تجزیات تحریر کیے، جن کی نمایاں خصوصیت تنازع کے قانونی پہلو پر تبصرے کے علاوہ انسان دوستی سے متعلق پہلوؤں کو اجاگر کرنا تھا۔

مقررہ وقت میں تمام ٹیموں نے رپورٹ تیار کر کے جمع کروادی۔ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کے ریسرچ فیلو سید ندیم فرحت، اور ماہرین پر مشتمل ایک پینل نے فرداً فرداً تمام رپورٹوں پر تبصرہ کیا، خوبیوں کی تحسین اور خامیوں کی نشان دہی کی۔

ورکشاپ کے بارے میں شرکاء کے تاثرات

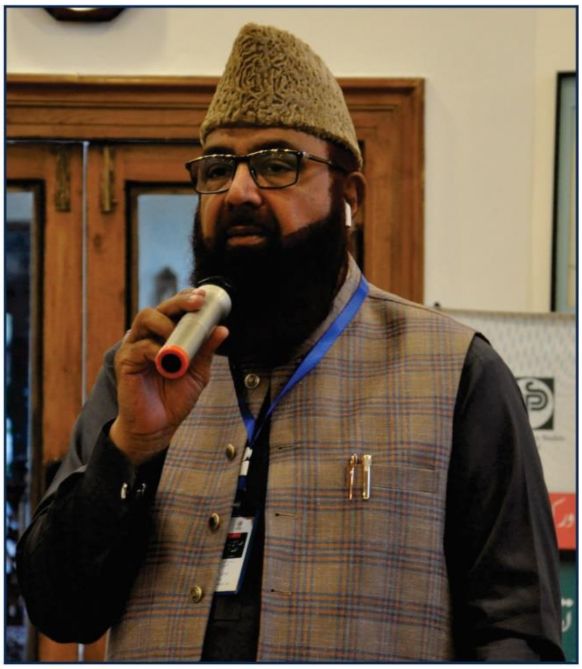

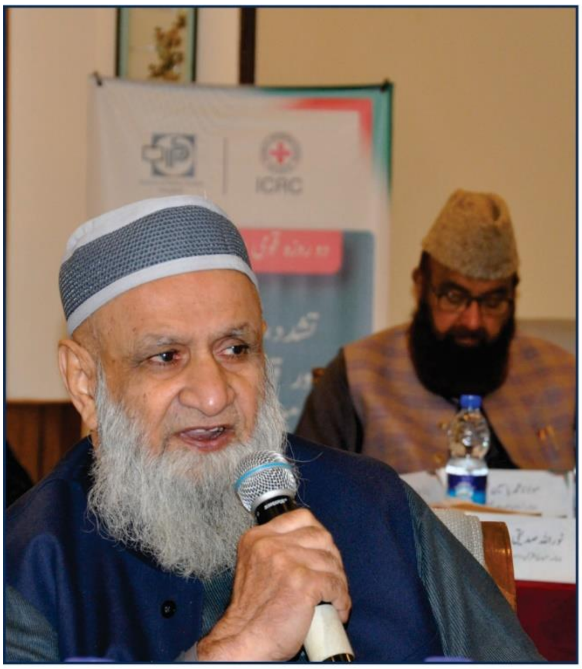

عملی مشق کے بعد شرکاء نے دوروزہ پروگرام کے حوالے سے اپنے تاثرات بیان کیے۔ بیشتر شرکاء کا کہنا تھا کہ اس نوعیت کی ورکشاپ میں شرکت کا یہ پہلا موقع تھا۔ یہاں حاصل ہونے والی معلومات سے ان کی ادارتی و تحریری ذمہ داریوں کی ادائیگی میں نکھار آئے گا۔ ورکشاپ سے انہیں سوچنے کے مختلف زاویئے ملے۔ بحرانی صورت حال میں رپورٹنگ، تجزیئے، درست خبروں کے حصول کے بارے میں حاصل ہونے والی رہنمائی اور معلومات سے دینی رسائل کا معیار بہتر ہوگا۔

اختتامی سیشن

گفتگو

خالد رحمٰن

دینی مدارس کے ساتھ آئی پی ایس کا تعلق ۱۹۸۶ میں قائم ہوا جو آج تک قائم ہے۔ دینی مدارس کے رسائل اور مذہبی جرائد کی حالیہ ورکشاپ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ دینی جرائد کے مدیران، رپورٹروں اور تجزیہ نگار حضرات کو اپنے میدانِ عمل کے حوالے سے چند نکات ہمیشہ ذہن میں رکھنے چاہئیں۔ ان نکات سے ان کا پیغام موثر ہوگا اور ان کے حلقہ اثر میں مثبت نتائج رونما ہوں گے۔

ابلاغ ہمیشہ چار عناصر پر مشتمل ہوتا ہے، یعنی پیغام، پیغام دینے والا، پیغام کا ذریعہ اور پیغام وصول کرنے والا۔ ان میں سب سے اہم پیغام کا وصول کیا جانا ہے کہ پیغام کیسے سمجھا اور کس انداز میں وصول کیا گیا۔ چنانچہ ابلاغ کے عمل میں نتائج کا انحصار پیغام کی وصولی پر ہوتا ہے۔ دینی موضوعات پر لکھنے والوں کو مسلسل یہ جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ ان کا پیغام کس طرح وصول کیا جا رہا ہے اور ایسے کیا ممکنہ ذرائع ہو سکتے ہیں جن سے ان کا پیغام زیادہ واضح، مؤثر اور پرکشش ہو سکتا ہے۔

دینی طبقہ موجودہ دور میں سوشل میڈیا کی افادیت سے بے خبر یقیناً نہیں ہے۔ دینی جرائد کے مدیران کو بھی اپنی تحریری کاوشوں کے وسیع تر ابلاغ کے لیے سوشل میڈیا کو ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ سوشل میڈیا کے ذریعے قارئین کی تعداد میں خاصا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ دنیا میں پیغام کی ترسیل کے تمام قانونی اور جائز راستے کھلے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ پیغام موثر اور بھرپور ہو۔ جذبات کو اپیل کرنے کی اپنی افادیت ہے، تاہم فطری طور جذباتی سے متاثر ہونے کی کیفیت عارضی ہوتی ہے، اس لئے ذہن سازی کے ذریعے معاشرے کے طویل المدتی، ٹھوس اور پائیدار سدھار کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ اختلاف، سوال اٹھانے اور رد کرنے میں بھی نرمی، شائستگی اور دلیل کی روح برقرار رہنی چاہیے۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ دینی جرائد کی انتظامیہ اپنے قارئین کے لئے جرائد کی پیش کش اور مواد آسان، پرکشش اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق بنانے کی کوشش کرے تاکہ قارئین کی دلچسپی کا عنصر بھی برقرار رہے۔

اختتامیہ

تشدد، مسلح تصادم اور قدرتی آفات میں صحافت کے عنوان سے منعقدہ ورکشاپ کا مقصد تکریم انسانیت اور آئی سی آر سی کے مقاصد کی معاشرے کے اہم ترین طبقے میں ترویج واشاعت تھی۔ آئی سی آر سی اس حوالے سے سوسائٹی کے رائے ساز طبقات سے سیمینار، ورکشاپ، کانفرنسوں اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے رابطے میں رہتی ہے۔ یہ ایک بھرپور ورکشاپ رہی جس میں ملک بھر سے مسلکی اور علاقائی اکائیوں کی نمائندگی موجود رہی۔

برصغیر پاک وہند میں دینی جرائد کی تاریخ قیام پاکستان سے بھی پچاس برس پرانی ہے۔ کچھ رسائل و جرائد کی اشاعت کو سو سال تک ہو چکے ہیں۔ ان جرائد کے قارئین اپنا مخصوص حلقہ اور مزاج رکھتے ہیں۔ یہ رسالے میں شائع ہونے والے دینی ومسلکی موضوعات کو خاصی توجہ سے پڑھتے ہیں اور مسلکی تعلق کی بناپر اس میں شائع شدہ حقائق کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔

ورکشاپ میں کوشش کی گئی کہ دینی جرائد کو مسلکی و مذہبی موضوعات کے ساتھ ساتھ دیگر موضوعات کی جانب بھی متوجہ کیا جائے اور ان کے استعداد کار بڑھائی جائے۔ دوروزہ ورکشاپ میں لیکچرز کے لئے موضوع کے مطابق ملک کی تجربہ کار شخصیات کا انتخاب کیا گیا۔ ایسا نظام الاوقات ترتیب دینے کی کوشش کی گئی کہ دودوز میں شرکاءنہ صرف لیکچرز سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکیں، بلکہ انہیں باہمی ربط ضبط، تعارف اور تبادلۂ خیالات کے مواقع بھی میسر آسکیں۔

ورکشاپ کے مباحث تکریم انسانیت، خدمتِ انسانیت کے اصول، طریقہ ہائے کار اور اس میدان میں دینی صحافت کے ممکنہ کردار کے ارد گرد رہے۔ یہ موضوعات دینی مذہبی پس منظر رکھنے والے شرکاء کے لئے نئے نہیں تھے تاہم ان کے لئے غور وفکر کے نئے دروازے ضرور کھلے۔

ورکشاپ میں شرکاء کی عملی مشق سے اندازہ ہوا کہ انہوں نے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

تربیتی ورکشاپ کے شرکاء کی فہرست

نمبر شمار	نام	ذمہ داری	جریدہ
۱	ڈاکٹر مقبول احمد مکی	مدیرِاعلیٰ	ماہنامہ اسوہ حسنہ، کراچی
۲	حافظ عطاءاللہ	مدیر	سہ ماہی نصرۃ العلوم، گلگت
۳	محمد حنیف خالد	معاون مدیر	ماہنامہ البلاغ، کراچی
۴	حافظ محمد نعیم راشد	معاون مدیر	پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث
۵	ڈاکٹر عطاءالرحمٰن	مدیرِاعلیٰ	ماہنامہ سبیل الرشاد، کوئٹہ
۶	حافظ عنایت الرحمٰن مدنی	مدیر	ماہنامہ العصر، پشاور
۷	حافظ حبیب اللہ حقانی	معاون مدیر	ماہنامہ الحق، اکوڑہ خٹک
۸	مولانا قاضی محمود الحسن	مدیرِاعلیٰ	ماہنامہ الفرقان، مظفر آباد
۹	محمد حنیف خرم	معاون مدیر	ماہنامہ الحسن، لاہور
۱۰	حافظ محمد زبیر	معاون مدیر	ماہنامہ الخیر، ملتان
۱۱	حافظ محمد اسامہ حقانی	مدیر	ماہنامہ مکالمہ بین المذاہب، لاہور
۱۲	مولانا نجیب اللہ	مدیرِاعلیٰ	سہ ماہی صدائے تجوید، کوئٹہ
۱۳	تنویر حسین مجددی	مدیر	ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام، گوجرانوالہ
۱۴	راشد علی چشتی	مدیر	ماہنامہ عرفات، لاہور
۱۵	محبوب الرحمٰن	معاون مدیر	ماہنامہ ضیائے حرم، اسلام آباد
۱۶	عتیق الرحمٰن	مدیرِاعلیٰ	ماہنامہ علم و عمل، لاہور
۱۷	نور اللہ صدیقی	مدیرِاعلیٰ	ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور
۱۸	حافظ رضاءالرحمٰن	معاون مدیر	ماہنامہ چراغِ اسلام، گوجرانوالہ
۱۹	ایوب بیگ مرزا	مدیر	ہفت روزہ ندائے خلافت، لاہور
۲۰	نور محمد	مدیر	ماہنامہ ہم قدم، لاہور
۲۱	ڈاکٹر حافظ محمد حسیب اسلم		لکھاری، لاہور
۲۲	ارشاد حسین ناصر	مدیر	ماہنامہ افکار العارف، لاہور

۲۳	اصفیاء گیلانی	معاون مدیر	ماہنامہ مشرب ناب، لاہور
۲۴	سید نثار علی ترمذی	مدیر	ماہنامہ پیام، اسلام آباد
۲۵	مولانا محمد یاسین ظفر	مدیرِ اعلیٰ	ماہنامہ ترجمان الحدیث، فیصل آباد
۲۶	خالد سیال	مدیرِ اعلیٰ	ہفت روزہ اہلِ حدیث، لاہور
۲۷	محمد زاہد ہاشمی الازہری	مدیر اعلیٰ	سہ ماہی صدائے ہوش، لاہور
۲۸	نعمان فاروقی	مدیر	ماہنامہ ضیائے حدیث، لاہور
۲۹	حافظ محمد اسلم		لکھاری، مضمون نگار، لاہور
۳۰	توقیر ساجد		کالم نگار، بلاگر، لاہور

ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء اور منتظمین کا گروپ فوٹو

Institute of Policy Studies
Islamabad

ICRC

Institute of Policy Studies | Nasr Chambers, Plot 1, Commercial Centre, MPCHS, E-11/3, Islamabad.
+92-051-8438391-3 +92-051-8438390 info@ips.net.pk ips.org.pk | ipsurdu.com
InstituteOfPolicyStudiesPakistan IPS_1979 IPSTV Institute of Policy Studies, Islamabad